پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کی علمائے کرام سے باتیں

(یادوں کے دریچے سے)

مجالسِ علماء

تدوین و ترتیب

محمد عالم مختارِ حق



مکتبۂ نبویہ
گنج بخش روڈ لاہور
0300-4235658

حکیم محمد موسیٰ امرتسری
ڈاکٹر محمد مسعود احمد
پروفیسر شاہ فرید الحق
سید ریاست علی شاہ
علامہ شمس الحسن شمس
محمد فاروق القادری
مولانا محمد صادق
سید وجاہت رسول
علامہ سید شجاعت علی
عبدالحکیم شاہجہانپوری
سید نور محمد قادری
پروفیسر مجید اللہ قادری
پروفیسر محمد ابرار احمد
علامہ محمد احمد مصباحی
عبدالمجتبیٰ رضوی (اڑیسہ)
سید جمال الدین (دہلی)
مولانا محمد مرید احمد چشتی
جلال الدین احمد رضوی
[illegible]
مولانا محمد حامد رضا قادری
[illegible]
مولانا اختر الدین رضوی
[illegible]
مولانا نعیم الدین مراد آبادی
مولانا احمد اشرف کچھوچھوی
[illegible]
مولانا احمد مختار صدیقی
شاہ عبدالعلیم صدیقی
مولانا عبدالاحد قادری
[illegible]
[illegible]
محمد مصطفیٰ رضا خاں بریلوی
مفتی برہان الحق جبل پوری
مولانا مفتی محمد شفیع قادری
مولانا حسنین رضا خاں بریلوی

تعارفِ کتاب

نام کتاب	------	مجالسِ علماء
تحریر	------	پیرزادہ اقبال احمد فاروقی
موضوعِ کتاب	------	علمائے کرام کی یادیں
ماخذ	------	اوراقِ جہانِ رضا
تعارفِ کتاب	------	پیرزادہ اقبال احمد فاروقی
مقدمۂ کتاب	------	جرسِ کارواں۔سردار محمد اکرم بٹر، ایڈووکیٹ
تمہیدی باتیں	------	محمد عالم مختارِ حق
تحریک	------	سردار محمد اکرم بٹر، ایڈووکیٹ
مرتب ونگرانِ طباعت	------	محمد عالم مختارِ حق
سالِ تالیف وترتیب	------	١٤٢٨ھ/٢٠٠٧ء
ناشر	------	مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ، لاہور
طابع	------	کاروان پریس، لاہور
قیمت	------	٣٠٠روپے

ملنے کے پتے

مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ، لاہور ○ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور ○ شبیر برادرز، اردو بازار، لاہور ○ مکتبہ قادری رضوی، گنج بخش روڈ، لاہور ○ تمام دینی مکتبے جو ملک کے کسی حصے میں کام کر رہے ہیں۔

ترتیبِ مضامینِ کتاب

"میری زندگی کے چار مقاصد ہیں: قرآن کا حفظ کرنا، دینی علوم کی تحصیل و تدریس، حج بیت اللہ شریف اور شہادت اور الحمدللہ، مجھے پہلی تین چیزیں میسر ہیں، مگر شہادت کی سعادت حاصل نہیں کر سکا۔ مجھے اس کی تمنا ہے، اگر آپ کلمۂ حق پر شہادت کا رتبہ دے سکیں تو یہ میری خوش نصیبی ہوگی"۔ بادشاہ نے مولانا یار محمد اور دوسرے سنی علماء کرام کو گرفتار کر کے پسِ دیوارِ زندان بھیج دیا۔

شاہی مسجد پر شیعوں کی امامت کا تنازعہ:

بادشاہ کے اس رویہ پر لاہور کے علاوہ پنجاب بھر کے علماء نے احتجاج کیا۔ ان دنوں لاہور میں ایک لاکھ افغان موجود تھے۔ انہوں نے بادشاہ کے فیصلے پر مزاحمت کرنے کا اعلان کیا مگر بادشاہ نے حکم دیا کہ لاہور کے قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) اور بادشاہ کے بیٹے شہزادہ عظیم الشان بذات خود بادشاہی مسجد میں جائیں اور کسی عالم دین کو لے جا کر خطبہ جمعہ میں "علی ولی اللہ وصی رسول اللہ" کا اضافہ کریں۔ جمعہ کے دن جب ایک عالمِ دین کو لے کر بادشاہی مسجد میں قاضی القضاۃ اور شہزادہ عظیم الشان پہنچے تو ایک نوجوان نے آگے بڑھ کر جمعہ کا خطبہ پڑھنے کے لیے آنے والے عالمِ دین کا سر قلم کر دیا۔ اب بادشاہ نے ۲۲ اکتوبر ۱۷۱۱ء کو اعلان کیا کہ "بادشاہی مسجد لاہور میں وہی خطبہ پڑھا جائے گا جو اورنگزیب کے عہدِ حکومت میں پڑھا جاتا تھا"۔

لاہور کی مساجد سکھوں کے قبضہ میں:

مغلوں کا آخری دور اورنگزیب کے نااہل جانشینوں کا دور تھا۔ وہ نہ تو مسلم رعایا کو اعتماد میں لے سکے، نہ غیر مسلم رعایا سے اچھا سلوک کر سکے، وہ نہ تو سرحدوں کا دفاع کر سکے، نہ اندرونی شورشوں پر قابو پا سکے۔ وہ اقتدار کی جنگ میں ایسے الجھے کہ پنجاب میں سکھوں نے مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا۔ مسلمانوں کی مساجد، قصبے، مدرسے، خانقاہیں سکھ لٹیروں کی زد میں رہے۔ انہیں کوئی روکنے اور ٹوکنے والا

نہیں تھا۔ لاہور خصوصی طور پر تباہ ہونے لگا۔ سکھوں کے حملے بڑھتے گئے مسلمانوں کی مسجدیں، مدرسے اور خانقاہیں پامال ہو رہی تھیں۔ ایک وقت آیا کہ لاہور کی بادشاہی مسجد سکھا شاہی کا نشانہ بنی اور اسے سکھ فوجیوں کے گھوڑوں کا اصطبل بنا دیا گیا، بیگم شاہی مسجد لاہور کو بارود خانہ بنا دیا گیا، مسجد شاہ چراغ، مسجد دائی انگہ اور مسجد مائی لاڈو سکھ فوجیوں کی رہائش گاہیں بنا دی گئیں۔ لاہور ایک عرصے تک سکھا شاہی کے مظالم کا شکار رہا۔ بادشاہی مسجد ویران ہو گئی۔ پھر ایک ایسا وقت آیا کہ سکھ جرنیل اقتدار کی جنگ لڑتے ہوئے مسجد کے میناروں پر "دمدمہ" نصب کر کے شاہی قلعہ میں اپنے مخالف کو نشانہ بناتے۔ دوسری طرف سے توپوں کے گولے شاہی مسجد کے در و دیوار کو مجروح کرتے اور میناروں کو نقصان پہنچاتے۔

شاہی مسجد کی واگذاری کے بعد پہلا خطیب:

سکھوں کا دور ختم ہوا تو انگریزی اقتدار آیا، انگریزوں نے ۲۹ مارچ ۱۸۴۹ء کو ایک فرمان جاری کیا کہ آج کے بعد سکھ حکومت ختم کی جاتی ہے۔ لاہور برٹش سلطنت کا حصہ بنا دیا گیا ہے۔ پنجاب کی تمام رعایا اپنے مذہبی معاملات میں آزادی سے کام کر سکے گی، سکھوں نے جن مساجد کو قبضہ میں لیا تھا انہیں مسلمانوں کے حوالے کر دیا جائے گا اس اعلان کے بعد بھی بادشاہی مسجد انگریزی فوجوں کا ملٹری کیمپ بنی رہی مگر ۱۸۵۶ء کو چیف کمشنر لاہور جان لارنس نے مسجد کو مسلمانوں کے حوالے کرنے کا اعلان کیا اور سید بزرگ شاہ ولد قاضی غلام شاہ کو بادشاہی مسجد کا متولی قرار دیا گیا۔

بادشاہی مسجد کی آزادی اور بحالی کے بعد مسلمانوں میں اطمینان اور سکون کی فضا قائم ہوئی اور اس تاریخی مسجد کے میناروں سے کئی سالوں کے بعد اذان کی آواز گونجنے لگی اور مسجد میں نمازیں پڑھی جانے لگیں۔ لاہور کے مسلمانوں نے بادشاہی مسجد کے صحن میں یوم تشکر منایا اور صلوٰۃ و سلام کی دلنواز آوازوں سے شاہی مسجد کے در و دیوار معمور ہونے لگے۔